مقدمہ ابن صلاح پر کتبِ نکت کی علمی روایت:حافظ عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے مناہج کا تقابلی و تنقیدی مطالعہ

The Scholarly Tradition of Critical Notes on Muqaddimah Ibn al-Ṣalāḥ: A Comparative and Critical Study of the Methodologies of al-ʿIrāqī, al-Zarkashī, and Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī

Muhammad Hassan Raza
alvishah126@gmail.com
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat

Dr. Rizwan Younas
rizwan.youanas@uog.edu.pk
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat

Corresponding Author: Muhammad Hassan Raza alvishah126@gmail.com

Received: 05-02-2026 **Revised:** 20-02-2026 **Accepted:** 07-03-2026 **Published:** 22-03-2026

ABSTRACT

Muqaddimah Ibn al-Ṣalāḥ occupies a central position in the intellectual history of Ḥadīth terminology, as it reorganized a substantial body of earlier dispersed scholarship into a systematic and pedagogically useful framework. Its scholarly prominence generated an extensive tradition of abridgements, versifications, commentaries, and critical notes. The literature of critical notes should not be viewed merely as a collection of objections; rather, it represents a sustained scholarly effort to clarify, qualify, complete, correct, and critically extend Ibn al-Ṣalāḥ's work. This study comparatively and critically examines three major works: al-ʿIrāqī's al-Taqyīd wa-l-Īḍāḥ, al-Zarkashī's al-Nukat ʿalā Muqaddimat Ibn al-Ṣalāḥ, and Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī's al-Nukat ʿalā Kitāb Ibn al-Ṣalāḥ. The main focus is on their aims of authorship, use of sources, methods of quotation and verification, treatment of definitions, critical observations, points of disagreement, and principles of preference. Employing historical, descriptive, analytical, comparative, and critical methods, the study demonstrates that although the three scholars belong to the same critical tradition, their approaches differ significantly according to their respective scholarly specializations. Al-ʿIrāqī is characterized by concise clarification, qualification, verification, and direct correction al-Zarkashī by juristic, legal-theoretical, linguistic, and expansive analysis and Ibn Ḥajar by Ḥadīth-based, biographical, isnād-oriented, and applied criticism. The study concludes that the abundance of critical-note literature does not reflect a weakness in Muqaddimah Ibn al-Ṣalāḥ; rather, it confirms its centrality, influence, and capacity to generate a dynamic tradition of scholarly criticism.

***Keywords**: Muqaddimah Ibn al-Ṣalāḥ, Critical Notes, al-ʿIrāqī, al-Zarkashī, Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Ḥadīth Terminology, Critical Methodology*

تعارف

علم مصطلح الحدیث کی تدوینی تاریخ میں معرفة أنواع علوم الحدیث، معروف بہ مقدمہ ابن صلاح کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ امام ابن صلاح نے اس کتاب میں حدیث کی اقسام، اتصال و انقطاعِ سند، علل، شذوذ، تحمل و ادا، جرح و تعدیل، کتابت، رواۃ، اسما، کنی، القاب اور دیگر متعلقہ علوم کو ایک جامع تدریسی ترتیب میں جمع کیا۔ اگرچہ ان مباحث کی علمی بنیادیں امام ابن صلاح سے پہلے محدثین کی عملی نقد، کتب علل، کتب رجال اور مستقل تصانیف میں موجود تھیں۔ تاہم مقدمہ ابن صلاح نے انہیں ایسی منظم صورت فراہم کی جو بعد کی تدریس اور تصنیف کے لیے بنیادی مرجع بن گئی۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ ابن صلاح کی اثر پذیری بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ امام ابن صلاح نے خطیب بغدادی اور دیگر متقدمین کی متفرق تصانیف کے منتشر مقاصد کو جمع کیا، منتخب فوائد کا اضافہ کیا اور ایسا علمی متن مرتب کیا جس کی طرف اہل علم متوجہ ہوئےچنانچہ کسی نے اسے مختصر کیا، کسی نے منظوم کیا، کسی نے اس پر استدراک کیا اور کسی نے اس کی توضیح و دفاع کی۔[2] یہی علمی مرکزیت مقدمہ ابن صلاح کے گرد ایک ایسی تصنیفی روایت کی تشکیل کا باعث بنی جس میں تقلید کے بجائے شرح، تنقید، تکمیل اور إعادۂ نظر کے عناصر نمایاں ہیں۔

اس علمی روایت میں کتبِ نکت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ نکت نگاری سے مراد کسی بنیادی متن کے دقیق، مجمل، مشکل یا قابلِ استدراک مقامات کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کی علمی توضیح، تقیید، تکمیل یا تنقید کرنا ہے۔ اس نوع کی تصانیف مکمل شرح سے اس اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں کہ ان میں متن کے ہر جزو کی مسلسل تشریح ضروری نہیں ہوتی، بلکہ مصنف ان مقامات کا انتخاب کرتا ہے جہاں کسی تعریف کی تحدید، کسی نقل کی تصحیح، کسی مثال کی تکمیل، کسی مصدر کی تعیین یا کسی علمی دعوے پر استدراک مطلوب ہو۔[3]

مقدمہ ابن صلاح پر لکھی جانے والی کتبِ نکت میں حافظ زین الدین عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصانیف نمایاں ترین حیثیت رکھتی ہیں۔ حافظ عراقی کی التقیید والإیضاح لما أطلق وأغلق من کتاب ابن الصلاح مقدمہ کے مطلق، مجمل اور محتاجِ توضیح مقامات کی تقیید، احادیث و آثار کی تخریج اور متعدد علمی استدراکات پر مشتمل ہے۔[4] بدر الدین زرکشی کی النکت علی مقدمة ابن الصلاح فقہی، اصولی، لغوی اور حدیثی مصادر کی وسعت، تعریفات کے تفصیلی محاکمے اور متبادل اقوال کی کثرت کے اعتبار سے ممتاز ہے۔[5] حافظ ابن حجر عسقلانی کی النکت علی کتاب ابن الصلاح میں مقدمہ ابن صلاح کے ساتھ حافظ عراقی کے تعقبات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور متقدم مصادر، طرقِ حدیث، احوالِ رواۃ اور عملی نقدی مثالوں کی روشنی میں مسائل کا دقیق تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔[6]

ان تینوں تصانیف کا باہمی تعلق محض اس قدر نہیں کہ یہ ایک ہی بنیادی متن پر لکھی گئی ہیں، بلکہ ان میں ایک مسلسل علمی مکالمہ بھی پایا جاتا ہے۔ عراقی مقدمہ ابن صلاح کے متن کی توضیح و تکمیل کرتے ہیں، زرکشی اسی متن کو وسیع فقہی، اصولی اور لغوی تناظر میں پرکھتے ہیں، جبکہ ابن حجر ابن صلاح اور عراقی دونوں کے اقوال کو

متقدم حدیثی مصادر اور عملی نقد کے معیار پر جانچتے ہیں۔ اس بنا پر ان تینوں کے مناہج کا تقابلی مطالعہ کتبِ نکت کی حقیقت، حدود اور علمی افادیت کو سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔[7]

دائرہ تحقیق

اس تحقیق میں حافظ عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے مقاصدِ تصنیف، مصادر، اسلوبِ نقل، تخریج، استدراک اور اصولِ ترجیح کا تقابلی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ مقدمہ ابن صلاح کی علمی روایت میں ان کے مشترک و منفرد مناہج اور علمی قدر کو واضح کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے تاریخی، توصیفی، تحلیلی، تقابلی اور تنقیدی مناہج اختیار کیے گئے ہیں۔[8]

کتبِ نکت کا مختصر علمی پس منظر

مقدمہ ابن صلاح کے بعد علم مصطلح الحدیث کی تصنیفی سرگرمیاں بڑی حد تک اسی کتاب کے گرد منظم ہوگئیں۔ امام نووی نے اسے پہلے إرشاد طلاب الحقائق اور پھر التقریب والتیسیر میں مختصر کیا۔حافظ عراقی نے اس کے مباحث کو منظوم کرنے کے ساتھ اس پر توضیحی و استدراکی کام کیا۔زرکشی، بلقینی اور ابن حجر نے اس کے دقیق اور اختلافی مقامات پر مستقل تصانیف مرتب کیں جبکہ بعد میں امام سیوطی نے نووی کے تقریب کی شرح میں اس پوری علمی روایت کے متعدد اقوال جمع کیے۔[9]

کتبِ نکت کے وجود میں آنے کا بنیادی سبب یہ تھا کہ مقدمہ ابن صلاح ایک جامع مگر املائی و تدریسی نوعیت کی تصنیف تھی۔ اس میں بعض تعریفات مختصر، بعض اقوال مطلق، بعض مصادر غیر مصرح اور بعض مسائل مزید توضیح کے محتاج تھے۔ بعد کے محدثین نے ان مقامات پر اصل مصادر کی مراجعت، احادیث و آثار کی تخریج، متبادل اقوال کی جمع، تعریفات کی تحدید اور عملی مثالوں کے اضافے کے ذریعے کتاب کی علمی تکمیل کی۔[10]

اس تناظر میں عراقی، زرکشی اور ابن حجر کی کتب ایک دوسرے کا محض اعادہ نہیں ہیں۔ عراقی کی توجہ زیادہ تر متن کی تقیید، توضیح، تخریج اور مختصر استدراک پر ہے۔ زرکشی مقدمہ کے مباحث کو فقہ، اصول، لغت اور مختلف علمی اقوال کے وسیع دائرے میں پھیلاتے ہیں جبکہ ابن حجر کی تحقیق میں متقدم حدیثی ذخیرے کی بازیافت، اسانید و طرق کا تقابل، رجال کی جانچ اور عملی نقدی اطلاقات نمایاں ہیں۔[11] اسی لیے تینوں تصانیف کا تقابلی مطالعہ یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ کتبِ نکت نے مقدمہ ابن صلاح کو جامد درسی متن بننے کے بجائے مسلسل تحقیق، تنقید اور علمی تجدید کا مرکز کیسے بنائے رکھا۔[12]

حافظ عراقی اور التقیید والإیضاح کا منہج

مقدمہ ابن صلاح کی شرحی و تنقیدی روایت میں حافظ عراقی کی کاوش کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ انہوں نے توضیح، تقیید، تخریج اور استدراک کو ایک مربوط علمی منہج میں جمع کیا۔

حافظ عراقی کا علمی مقام

حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین عراقی علم حدیث، رجال، تخریج اور علل کے ممتاز ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی تصنیفی خدمات میں التبصرة والتذکرة، اس کی شرح، طرح التثریب اور التقیید والإیضاح کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ مقدمہ ابن صلاح سے ان کا تعلق محض ایک شارح کا نہیں، بلکہ انہوں نے اس کتاب کو تدریس، نظم، شرح، تخریج اور تنقیدی استدراک کے مختلف زاویوں سے موضوع بنایا۔ اسی وسیع علمی اشتغال نے انہیں مقدمہ ابن صلاح کی عبارت، مصادر، تعریفات اور اختلافی مسائل پر دقیق تعقب کی صلاحیت عطا کی۔[13]

کتاب کا نام اور مقصدِ تصنیف

التقیید والإیضاح لما أطلق وأغلق من کتاب ابن الصلاح کا عنوان ہی حافظ عراقی کے مقصدِ تصنیف اور منہج کی نشان دہی کرتا ہے۔ لفظ التقیید سے مراد مقدمہ ابن صلاح کی ان مطلق تعبیرات کو حدود و قیود کے ساتھ واضح کرنا ہے جن سے عمومی یا غیر مراد مفہوم پیدا ہوسکتا تھا، جبکہ الإیضاح ان مجمل، مشکل اور محتاجِ تشریح مقامات کی توضیح کو ظاہر کرتا ہے جنہیں امام ابن صلاح نے اختصار کے ساتھ بیان کیا تھا۔ حافظ عراقی نے کتاب کے مقدمے میں مقدمہ ابن صلاح کو علم مصطلح کی بہترین تصانیف میں شمار کرنے کے ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ اس کے بعض مقامات پر اہل علم نے اختلاف کیا اور بعض عبارات تقیید و تنبیہ کی محتاج ہیں۔[14]

انتخابی شرح اور منتخب مقامات پر گفتگو

حافظ عراقی اصل متن کی مسلسل اور لفظ بہ لفظ شرح نہیں کرتے، بلکہ منتخب مقامات پر بحث کرتے ہیں۔ جہاں امام ابن صلاح کی عبارت واضح اور قابلِ قبول ہو، وہاں وہ طوالت سے گریز کرتے ہیں لیکن جہاں تعریف، نقل، مثال، حکم یا نسبت توضیح کی محتاج ہو، وہاں اصل مصدر، متعلقہ اقوال اور عملی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ یہی انتخابی طریق ان کی کتاب کو روایتی شرح سے ممتاز کرکے نکت اور استدراک کی صنف کے قریب لے جاتا ہے۔ کتاب کی ترتیب مقدمہ ابن صلاح کی انواع کے مطابق ہے، مگر ہر نوع میں گفتگو کی مقدار اس مقام کی علمی ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہے۔[17]

تخریجِ احادیث و آثار

حافظ عراقی کے منہج میں تخریجِ احادیث و آثار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ مقدمہ ابن صلاح میں جہاں کسی حدیث، اثر، راوی یا کتاب کا اجمالی ذکر آیا ہے، وہاں عراقی اس کا اصل ماخذ متعین کرنے، سند کی نوعیت واضح کرنے اور بعض مواقع پر روایت کے مختلف طرق جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بنا پر ان کی نکت نگاری محض نظری اور اصطلاحی بحث تک محدود نہیں رہتی، بلکہ حدیثی نصوص اور اسانید کے عملی مطالعے سے مربوط ہوجاتی ہے۔[18]
یہ طرز اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ مصطلح الحدیث کی تعریفات کو سمجھنے کے لیے صرف نظری حدود کافی نہیں، بلکہ ان تعریفات کے عملی شواہد، طرقِ روایت اور ائمہ نقد کے احکام کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔

مصادر کی تعیین اور نسبتِ اقوال کی تصحیح

حافظ عراقی نقلِ اقوال میں مصادر کی تعیین اور نسبت کی تصحیح کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ امام ابن صلاح نے بعض مقامات پر متقدم محدثین کے اقوال نقل کیے، مگر اختصار کے باعث مکمل سیاق مذکور نہیں ہوا یا کسی حکم کی نسبت توضیح طلب رہ گئی۔ عراقی ایسے مقامات پر اصل کتاب کی طرف رجوع کرکے عبارت کا پس منظر واضح کرتے ہیں اور یہ متعین کرتے ہیں کہ منقول قول اپنے ظاہر میں عام ہے یا کسی خاص صورت سے متعلق۔[19] یہ طریق مقدمہ ابن صلاح کی علمی قدر کو کم نہیں کرتا، بلکہ اسے اصل مصادر کے ساتھ مربوط کرکے اس کی استنادی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔

مطلق عبارات کی تقیید

التقیید والإیضاح کی نمایاں خصوصیت مطلق عبارات کی تقیید ہے۔ امام ابن صلاح نے بعض اصطلاحات یا احکام کو عمومی انداز میں بیان کیا، جبکہ عملی حدیثی روایت میں ان کے استثنا، شرائط یا متعدد صورتیں موجود تھیں۔ حافظ عراقی ان صورتوں کو سامنے لاکر مطلق حکم کو مناسب قید کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کا مقصد لفظی اعتراض کرنا نہیں، بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ کوئی اصطلاح مختلف ائمہ کے ہاں کس سیاق میں استعمال ہوئی اور اس کے حکم کا اطلاق کن شرائط کے ساتھ ہوگا۔ یہی طرز حدیث صحیح، حسن، شاذ، منکر، مرسل، زیادۃ الثقہ اور تعارضِ وصل و ارسال جیسے مباحث میں نمایاں ہے۔[20]

علمی تعقب اور تنقیدی زبان

حافظ عراقی کی تنقیدی زبان متوازن، مہذب اور علمی ہے۔ وہ امام ابن صلاح کے موقف سے اختلاف کرتے ہوئے شخصی یا شدید تعبیرات سے اجتناب کرتے ہیں اور قلتُ، وفيه نظر، ليس كما قال، والصواب اور اعترض عليه جیسی تعبیرات کے ذریعے محل اختلاف واضح کرتے ہیں۔[21] وہ سابق مصنفین کے اعتراضات اور اپنی رائے کے درمیان بھی امتیاز رکھتے ہیں۔ جہاں کسی دوسرے عالم کا اعتراض ان کے نزدیک درست نہ ہو، وہاں اسے نقل کرکے اس کا جواب دیتے ہیں۔ اس طرز سے واضح ہوتا ہے کہ عراقی کا مقصد اعتراضات کو جمع کرنا نہیں، بلکہ ہر اعتراض کی علمی قدر کو جانچنا اور اس کا منصفانہ محاکمہ کرنا ہے۔

سابقہ تعقبات کا جائزہ

حافظ عراقی نے علاء الدین مغلطائی کی إصلاح ابن الصلاح سے بھی استفادہ کیا، لیکن ان کے تمام اعتراضات کو بلا تحقیق قبول نہیں کیا۔ وہ مغلطائی اور دوسرے ناقدین کی تنقید کو اصل مصادر اور حدیثی شواہد کی روشنی میں پرکھتے ہیں درست اعتراض کو قبول یا تقویت دیتے ہیں اور کمزور اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔[22] اس طرح ان کی نکت نگاری میں دوہری تنقیدی جہت پیدا ہوجاتی ہے۔ایک طرف امام ابن صلاح کے اقوال کا محاکمہ اور دوسری طرف امام ابن صلاح پر کیے گئے تعقبات کا جائزہ۔

اختصار اور علمی جامعیت

التقیید والإیضاح میں اختصار اور جامعیت کے درمیان اعتدال پایا جاتا ہے۔ حافظ عراقی زرکشی کی طرح ہر مسئلے میں طویل فقہی، اصولی یا لغوی استطراد نہیں کرتے، بلکہ اسی قدر گفتگو کرتے ہیں جو امام ابن صلاح کی عبارت کی توضیح، تقیید یا تصحیح کے لیے ضروری ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا منہج نسبتاً مرکوز، حدیثی اور تدریسی ہے۔[23] تاہم بعض مقامات پر یہی اختصار قاری سے سابق علمی واقفیت کا تقاضا کرتا ہے، کیونکہ عراقی بعض اوقات اصل اختلاف، راوی یا کتاب کی طرف مختصر اشارہ کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

نظری تعریفات اور عملی استعمالات کا تقابل

حافظ عراقی نظری تعریفات کو متقدم ائمہ حدیث کے عملی استعمالات کے ساتھ پرکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی اصطلاح کی درسی تعریف اس وقت تک مکمل طور پر واضح نہیں ہوتی جب تک یہ نہ دیکھا جائے کہ متقدم ناقدین نے اس اصطلاح کو کن روایات اور کن سیاقات میں استعمال کیا ہے۔ چنانچہ وہ بعض مواقع پر امام ابن صلاح کی تعریف کو اصولی طور پر درست تسلیم کرتے ہوئے اس کے دائرۂ اطلاق میں توسیع یا تحدید کرتے ہیں۔ یہ منہج بالخصوص حدیث حسن، شاذ، منکر اور زیادة الثقہ کے مباحث میں اہمیت اختیار کرتا ہے۔[24]

امام ابن صلاح کی تائید اور دفاع

حافظ عراقی کا منہج محض اختلاف کی تلاش پر قائم نہیں۔ جہاں مقدمہ ابن صلاح کا موقف دلائل، محدثین کے تعامل اور عملی شواہد کے مطابق ہو، وہاں وہ اسے قبول کرتے اور بعض اوقات مزید دلائل کے ذریعے مضبوط بناتے ہیں۔[25] اس لیے التقیید والإیضاح کو صرف تعقبات کی کتاب کہنا اس کے دائرۂ کار کو محدود کردیتا ہے۔ زیادہ درست یہ ہے کہ اسے مقدمہ ابن صلاح کی توضیحی، تخریجی، تقییدی، دفاعی اور تنقیدی تکمیل قرار دیا جائے۔

حافظ عراقی کے منہج کی علمی قوتیں

حافظ عراقی کے منہج کی اہم علمی قوتیں حدیثی، رجالی اور تخریجی مہارت اصل مصادر تک رسائی اور اقوال کی درست نسبت احادیث و آثار کی تخریج اور طرق کی تعیین مختصر مگر براہِ راست علمی استدراک امام ابن صلاح اور ان کے ناقدین دونوں کا منصفانہ محاکمہ نظری تعریفات کو عملی حدیثی استعمالات کے ساتھ مربوط کرنا اور علمی احترام کے ساتھ آزاد تحقیق و ترجیح ہیں۔ ان کا اسلوب قاری کو مقدمہ ابن صلاح کے متن سے دور نہیں لے جاتا، بلکہ اسی متن کے اندر موجود علمی پیچیدگیوں کو واضح کرتا ہے۔ ان کی بنیادی توجہ عبارت کی لفظی شرح سے زیادہ اس کے علمی حکم، مصدر، اطلاق اور صحت پر مرکوز رہتی ہے۔[26]

منہجی حدود

حافظ عراقی کے منہج کی ایک حد یہ ہے کہ بعض مسائل میں اختصار کے باعث اختلاف کی پوری تاریخی اور نظری جہت سامنے نہیں آتی۔ زرکشی بعد میں انہی مباحث کو وسیع فقہی، اصولی اور لغوی تناظر میں پیش کرتے ہیں، جبکہ ابن حجر طرق، اسانید اور متقدم مصادر کی زیادہ تفصیلی بازیافت کے ذریعے عراقی کے بعض نتائج کا ازسرِ نو جائزہ لیتے ہیں۔[27] اس کے باوجود کتبِ نکت کی علمی روایت میں حافظ عراقی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ انہوں نے مقدمہ ابن صلاح کو اس انداز سے پڑھا جس میں احترامِ متن، اصل مصادر کی مراجعت، حدیثی تخریج اور آزاد علمی استدراک یکجا ہوگئے۔

حافظ عراقی کی تصریح

فَإِنَّ أَحْسَنَ مَا صَنَّفَ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي مَعْرِفَةِ الِاصْطِلَاحِ كِتَابُ عُلُومِ الْحَدِيثِ لِابْنِ الصَّلَاحِ، جَمَعَ فِيهِ غُرَرَ الْفَوَائِدِ فَأَوْعَى، إِلَّا أَنَّ فِيهِ غَيْرَ مَوْضِعٍ قَدْ خُولِفَ فِيهِ، وَأَمَاكِنَ أُخَرَ تَحْتَاجُ إِلَى تَقْيِيدٍ وَتَنْبِيهٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَجْمَعَ نُكَتًا عَلَيْهِ تُقَيِّدُ مُطْلَقَهُ، وَتَفْتَحُ مُغْلَقَهُ، وَرَدًّا عَلَى إِيرَادِ مَا أُورِدَ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اہل حدیث نے علم اصطلاح کی معرفت میں جو کتابیں تصنیف کی ہیں، ان میں سب سے عمدہ ابن صلاح کی علوم الحدیث ہے۔ انہوں نے اس میں منتخب علمی فوائد کو نہایت جامعیت کے ساتھ جمع کیا ہے، البتہ اس کے متعدد مقامات میں ان سے اختلاف کیا گیا ہے اور بعض مقامات تقیید اور تنبیہ کے محتاج ہیں۔ اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ اس پر ایسے علمی نکات جمع کروں جو اس کی مطلق عبارات کو مقید کریں، مشکل مقامات کو کھولیں اور اس پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیں۔[15]

اس عبارت سے حافظ عراقی کے منہج کے تین بنیادی پہلو سامنے آتے ہیں: مقدمہ ابن صلاح کی علمی عظمت کا اعتراف، اس کے قابلِ توضیح و استدراک مقامات کی تعیین اور مصنف پر کیے گئے غیر درست اعتراضات کا دفاع۔ اس اعتبار سے التقیید والإیضاح نہ مقدمہ کی عام شرح ہے اور نہ محض تنقید، بلکہ توضیح، تکمیل، اصلاح اور دفاع کا جامع علمی عمل ہے۔[16]

بدر الدین زرکشی اور النکت علی مقدمة ابن الصلاح کا منہج

بدر الدین زرکشی نے مقدمہ ابن صلاح کے مباحث کو حدیث، فقہ، اصول اور لغت کے باہمی تناظر میں پرکھتے ہوئے نکت نگاری کو وسیع علمی و تحلیلی جہت عطا کی۔

بدر الدین زرکشی کا علمی مقام

بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن بہادر زرکشی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علوم حدیث کے ساتھ فقہ، اصول فقہ، تفسیر، لغت اور علوم قرآن میں بھی نمایاں علمی مقام رکھتے تھے۔ ان کی کثیر الجہت علمی شخصیت نے النکت علی مقدمة ابن الصلاح کے منہج پر گہرا اثر ڈالااسی لیے اس کتاب میں حدیثی اصطلاحات کی توضیح کے ساتھ فقہی استدلال، اصولی تقسیم، لغوی تحقیق اور تعریفات کا دقیق محاکمہ بھی نمایاں طور پر ملتا ہے۔[28]

کتاب کی نوعیت اور مقصد

زرکشی کی النکت علی مقدمة ابن الصلاح مقدمہ ابن صلاح کی لفظ بہ لفظ شرح نہیں، بلکہ اس کے منتخب علمی مقامات پر مفصل توضیح، استدراک، اضافہ اور تنقیدی بحث پر مشتمل تصنیف ہے۔ مصنف عام طور پر امام ابن صلاح کی عبارت یا اس کے کسی جز کو بنیاد بناتے ہیں، پھر اس سے متعلق سابق محدثین، فقہا، اصولیین اور اہل لغت کے اقوال جمع کرکے مسئلے کے مختلف پہلو واضح کرتے ہیں۔[29]

مقدمہ ابن صلاح کی ترتیب کی پیروی

زرکشی نے اپنی کتاب کی عمومی ترتیب مقدمہ ابن صلاح کی انواع کے مطابق قائم رکھی۔ وہ صحیح، حسن اور ضعیف سے بحث شروع کرکے مرسل، منقطع، معضل، تدلیس، شاذ، منکر، زیاداتِ ثقات، معلل، مضطرب، مدرج اور دیگر انواع کی طرف بڑھتے ہیں۔ اس سے قاری اصل متن اور نکت کے درمیان تعلق برقرار رکھ سکتا ہے۔[31]

فقہی اور اصولی تناظر

زرکشی کے منہج کی نمایاں خصوصیت حدیثی اصطلاحات کو فقہ اور اصول فقہ کے مباحث سے مربوط کرنا ہے۔ وہ کسی اصطلاح کی صرف محدثین کے ہاں رائج تعریف پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ فقہا اور اصولیین نے اسے کس مفہوم میں استعمال کیا اور اس اختلافِ استعمال سے حکم یا استدلال پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے۔[32] مرسل، منقطع، خبر واحد، عدالتِ راوی، روایتِ مبتدع، جہالتِ راوی اور زیادة الثقہ جیسے مباحث میں یہ اصولی رجحان زیادہ واضح ہوجاتا ہے۔[33]

لغوی تحقیق اور الفاظ کی تحلیل

زرکشی اصطلاحات کے لغوی مادے، اشتقاق اور عرفی استعمال کی تحقیق کو اہمیت دیتے ہیں۔ صحیح، حسن، شاذ، منکر، معلل، مضطرب اور مدرج جیسی اصطلاحات کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے وہ لغوی معنی اور فنی استعمال کے تعلق پر گفتگو کرتے ہیں۔[34]

تعریفات کا تحقیقی محاکمہ

زرکشی مقدمہ ابن صلاح میں مذکور تعریفات کو محض نقل یا قبول نہیں کرتے، بلکہ ان کی جامعیت، مانعیت، الفاظ، قیود اور عملی اطلاق کا جائزہ لیتے ہیں۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تعریف میں مذکور ہر قید ضروری ہے یا نہیں، اس سے کون سی صورتیں تعریف میں داخل یا خارج ہوتی ہیں اور کیا متقدمین کا عملی استعمال اس تعریف کے مطابق ہے۔[35]

اقوال اور مصادر کی وسعت

زرکشی کے منہج میں مختلف ائمہ اور علمی مکاتب کے اقوال کی کثرت نمایاں ہے۔ وہ امام شافعی، خطابی، حاکم نیشاپوری، خطیب بغدادی، قاضی عیاض، امام نووی، ابن دقیق العید اور دیگر محدثین و اصولیین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔[37] ان کا مقصد صرف اقوال کی تعداد بڑھانا نہیں، بلکہ اصطلاح کے تاریخی تنوع اور اختلافی جہات کو سامنے لانا ہے۔

فوائد، تنبیہات اور ضمنی مباحث

النکت علی مقدمة ابن الصلاح میں فائدہ، تنبیہ، فصل، فرع اور مسئلہ کے عنوانات بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعے زرکشی اصل تعریف یا عبارت سے پیدا ہونے والے ضمنی سوالات، استثنائی صورتیں، فقہی نتائج اور علمی اشکالات بیان کرتے ہیں۔[38]

تنقید اور ادبِ اختلاف

زرکشی امام ابن صلاح سے اختلاف کرتے ہوئے علمی اور مؤدبانہ زبان اختیار کرتے ہیں۔ وہ فيه نظر، هذا غير مسلم، يرد عليه، والأصح، والأظهر اور اس نوع کی تعبیرات کے ذریعے محلِ اختلاف بیان کرتے ہیں۔[39]

زرکشی کے منہج کی علمی قوتیں

زرکشی کے منہج کی بنیادی علمی قوت ان کی کثیر الجہت علمی بصیرت ہے۔ وہ ایک اصطلاح کو حدیثی، فقہی، اصولی اور لغوی زاویوں سے دیکھتے ہیں، جس سے مسئلے کی مختلف جہات سامنے آتی ہیں۔ تعریفات کا دقیق محاکمہ، فقہی و اصولی اختلافات کا ربط، لغوی معانی اور فنی استعمالات کا تقابل، متعدد اقوال کی جمع، فوائد و تنبیہات کی توضیح، اور مقدمہ ابن صلاح کے مختصر مباحث کی علمی توسیع ان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔[40]

منہجی حدود

زرکشی کے منہج کی ایک نمایاں حد اس کا استطرادی انداز ہے۔ بعض مسائل میں اقوال، لغوی احتمالات اور فقہی و اصولی فروعات کی کثرت اصل حدیثی نکتے کو طویل بحث میں پوشیدہ کردیتی ہے۔ اسی طرح تمام اقوال کا حدیثی تخریج اور اسانیدی تحقیق کے ساتھ یکساں جائزہ نہیں لیا گیا۔ اس کے باوجود النکت علی مقدمة ابن الصلاح کتبِ نکت کی روایت میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ اس نے مقدمہ ابن صلاح کو فقہ، اصول، لغت اور حدیث کے مشترک علمی تناظر میں پیش کیا۔[41][42]

کتاب کے آغاز کی عبارت

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعْلَى مَنَارَ الْإِسْلَامِ بِالسُّنَّةِ، وَرَفَعَ بِهَا عَنِ الْقُلُوبِ الْأَكِنَّةَ، وَحَرَسَ حِمَاهَا بِجَهَابِذَةِ الْحُفَّاظِ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے ہیں جس نے سنت کے ذریعے اسلام کے مینار کو بلند کیا، اس کے ذریعے دلوں سے پردے دور کیے اور ماہر حفاظ حدیث کے ذریعے اس کی حدود کی حفاظت فرمائی۔[30]

حافظ ابن حجر عسقلانی اور النکت علی کتاب ابن الصلاح کا منہج

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ ابن صلاح کے مباحث کو متقدم حدیثی مصادر، اسانید، رجال اور علل کی روشنی میں جانچ کر نکت نگاری کو گہری تطبیقی اور تنقیدی جہت عطا کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کا علمی مقام

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث، رجال، علل، تخریج، تاریخ اور نقدِ اسانید کے ممتاز ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی علمی شخصیت کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ نظری اصطلاحات کو عملی حدیثی ذخیرے، طرقِ روایت، احوالِ رواۃ اور متقدم ناقدین کے احکام کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔ فتح الباري، تهذيب التهذيب، لسان الميزان، تغليق التعليق، نتائج الأفكار، نخبة الفكر اور نزهة النظر جیسی تصانیف ان کی حدیثی، رجالی اور تنقیدی وسعت کی نمائندگی کرتی ہیں۔[43]

کتاب کی نوعیت اور علمی پس منظر

النکت علی کتاب ابن الصلاح مقدمہ ابن صلاح کی مسلسل شرح نہیں، بلکہ اس کے منتخب مقامات پر توضیح، تخریج، استدراک، تقابل اور تنقیدی محاکمے پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ حافظ ابن حجر صرف امام ابن صلاح کے متن سے بحث نہیں کرتے، بلکہ حافظ عراقی کی التقييد والإيضاح میں پیش کردہ توضیحات، اعتراضات اور ترجیحات کو بھی سامنے رکھتے ہیں۔[45]

متقدم مصادر کی بازیافت

حافظ ابن حجر کے منہج کی نمایاں خصوصیت متقدم حدیثی مصادر کی طرف براہِ راست رجوع ہے۔ وہ کسی اصطلاح یا تعریف کا جائزہ لیتے ہوئے صرف متاخر کتبِ مصطلح پر اعتماد نہیں کرتے، بلکہ ائمہ حدیث کی اصل تصانیف، کتب علل، کتب رجال، جوامع، سنن، مسانید اور تاریخی مصادر سے شواہد پیش کرتے ہیں۔[47]

اسانید اور طرق کا تقابلی مطالعہ

حافظ ابن حجر کی نکت نگاری میں اسانید اور طرقِ حدیث کا تقابل بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ کسی مثال یا حکم کو قبول کرنے سے پہلے روایت کے مختلف طرق، راویوں کے مراتب، اتصال و انقطاع، اختلافِ الفاظ اور رفع و وقف کی صورتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔[49]

رجال اور مراتبِ رواۃ سے استدلال

حافظ ابن حجر کے منہج میں علم رجال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ وہ راوی کے بارے میں کسی ایک جرح یا تعدیل پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ مختلف ناقدین کے اقوال، راوی کے طبقے، شیوخ و تلامذہ، حفظ و ضبط، اختلاط، تدلیس اور روایت کے زمانی حالات کو سامنے رکھتے ہیں۔[51]

تعریفات کا تطبیقی محاکمہ

حافظ ابن حجر مقدمہ ابن صلاح میں مذکور تعریفات کی جامعیت و مانعیت کا جائزہ لیتے ہیں مگر ان کا طریق زرکشی کے منطقی و اصولی محاکمے سے مختلف ہے۔ زرکشی اکثر تعریف کے الفاظ، قیود اور احتمالات پر مفصل بحث کرتے ہیں، جبکہ ابن حجر تعریف کو عملی روایات اور متقدم ناقدین کے استعمالات پر منطبق کرکے پرکھتے ہیں۔[53]

حافظ عراقی کے اقوال پر تعقب

النکت علی کتاب ابن الصلاح کی امتیازی خصوصیت حافظ عراقی کے اقوال کا تحقیقی جائزہ ہے۔ ابن حجر عراقی کے ہر تعقب کو بلا تحقیق قبول نہیں کرتے، بلکہ اصل مصدر، روایت کے طرق اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں اس کی جانچ کرتے ہیں۔[55]

تخریج، شواہد اور عملی مثالوں کا استعمال

حافظ ابن حجر نظری بحث کو احادیث، آثار، اسانید اور اقوالِ ائمہ کے عملی شواہد سے مضبوط کرتے ہیں۔ وہ روایت کے اصل مخرج، طرق، الفاظ، علل اور رواۃ کے احوال کو سامنے لاکر اصطلاحی حکم کی صحت جانچتے ہیں۔[57]

اختلاف اور ترجیح کا اسلوب

حافظ ابن حجر اختلافی مسائل میں اقوال جمع کرکے ان کے دلائل اور شواہد کا تقابل کرتے ہیں پھر اپنی ترجیح پیش کرتے ہیں۔ ان کی تنقیدی زبان علمی اور محتاط ہے۔ وہ قلت، وفیہ نظر، والظاھر، والأولی، والصواب، وھذا متعقب اور اس نوع کی تعبیرات استعمال کرکے محل اختلاف واضح کرتے ہیں۔[59]

متقدمین کے عملی منہج کی رعایت

حافظ ابن حجر کے علمی منہج میں متقدم ناقدین کے عملی طریقۂ نقد کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ اس امر سے واقف ہیں کہ متقدمین کی اصطلاحات ہمیشہ ایک ہی متعین اور جامد مفہوم میں استعمال نہیں ہوئیں۔ بعض ائمہ نے شاذ، منکر، معلل یا غیر محفوظ کی تعبیرات مختلف سیاقات میں استعمال کیں، جنہیں ایک مختصر نظری تعریف میں مکمل طور پر سمیٹنا مشکل ہے۔[60]

اختصار اور تفصیل میں توازن

حافظ ابن حجر کا اسلوب عراقی کے مقابلے میں زیادہ مفصل، مگر زرکشی کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ مرکوز اور حدیثی ہے۔ وہ مسئلے کی ضرورت کے مطابق طرق، اسانید، رجال اور اقوال کی تفصیل پیش کرتے ہیں، لیکن فقہی، اصولی یا لغوی فروعات میں غیر ضروری توسع سے عموماً گریز کرتے ہیں۔[62]

ابن حجر کے منہج کی علمی قوتیں

متقدم حدیثی مصادر کی وسیع بازیافت، اسانید و طرقِ روایت کا دقیق تقابل، علم رجال سے گہرا استدلال، تعریفات کا عملی محاکمہ، امام ابن صلاح اور حافظ عراقی دونوں پر آزادانہ تعقب، احادیث و آثار کی تخریج، اختلافی اقوال میں قرائن کی بنیاد پر ترجیح اور متقدمین کے عملی استعمالات کو متاخرین کی نظری تعریفات سے مربوط کرنا ابن حجر کے منہج کی نمایاں قوتیں ہیں۔[63]

منہجی حدود

حافظ ابن حجر کے منہج کی ایک حد یہ ہے کہ طرق، اسانید اور رجالی تفصیلات کی کثرت بعض مقامات پر بنیادی اصطلاحی بحث کو طویل بنادیتی ہے۔ اسی طرح چونکہ کتاب منتخب نکات پر مشتمل ہے، اس لیے مقدمہ ابن صلاح کے تمام مباحث پر یکساں تفصیل نہیں ملتی۔ مجموعی طور پر ابن حجر کا منہج کتبِ نکت کی روایت میں حدیثی، رجالی، اسانیدی اور تطبیقی تحقیق کی سب سے نمایاں صورت پیش کرتا ہے۔[64][65]

حافظ عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

تمہیدی تقابل

مقدمہ ابن صلاح پر حافظ عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی علمی کاوشیں ایک ہی تنقیدی روایت سے وابستہ ہیں لیکن ان تینوں کے مقاصد، علمی تخصصات، مصادرِ استفادہ اور طریقۂ استدلال میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ حافظ عراقی کی التقیید والإیضاح بنیادی طور پر مقدمہ کی مطلق عبارات کی تقیید، مشکل مقامات کی توضیح اور علمی اعتراضات کے محاکمے پر مبنی ہےجبکہ زرکشی کی النکت علی مقدمة ابن الصلاح حدیثی مباحث کو فقہی، اصولی اور لغوی تناظر میں وسعت دیتی ہےجبکہ ابن حجر کی النکت علی کتاب ابن الصلاح متقدم مصادر، اسانید، طرقِ روایت، احوالِ رواۃ اور عملی نقدی مثالوں کی روشنی میں امام ابن صلاح اور حافظ عراقی دونوں کے اقوال کا جائزہ لیتی ہے۔[66]

مقاصدِ تصنیف کا تقابل

عراقی کے مقصدِ تصنیف میں توضیح اور تقیید بنیادی ہیں، زرکشی کے ہاں توضیح کے ساتھ علمی توسیع غالب ہے جبکہ ابن حجر کا مقصد امام ابن صلاح کے متن کے ساتھ پہلے سے موجود تعقبات کا بھی محاکمہ کرنا ہے۔ تقابلی اعتبار سے عراقی کا بنیادی سوال یہ ہے کہ عبارت کو کیسے واضح اور مقید کیا جائےاور زرکشی یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس

ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 5, Issue 3, 2026 ISSN-L (Online): 3006-6638

عبارت سے کون کون سے علمی مباحث وابستہ ہیں جبکہ ابن حجر یہ جانچتے ہیں کہ اصل حدیثی شواہد اور ائمہ نقد کے عملی احکام کی روشنی میں کون سا موقف زیادہ مضبوط ہے۔[67][68][69]

مصادرِ استفادہ کا تقابل

عراقی کے مصادر کا استعمال زیادہ تر تخریجی و توضیحی، زرکشی کا استقرائی و بین العلوم اور ابن حجر کا اسانیدی، رجالی اور تطبیقی نوعیت کا ہے۔ عراقی نقل یا مثال کی اصل تلاش کرتے ہیں اور زرکشی محدثین کے ساتھ فقہا، اصولیین اور لغویین کو بھی شامل کرتے ہیں جبکہ ابن حجر کتب علل، رجال، مسانید، سنن اور متقدم محدثین کے عملی احکام کو اصطلاحی دعوے کی عملی جانچ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔[70][71][72]

تعریفات اور اصطلاحات کے محاکمے کا تقابل

عراقی امام ابن صلاح کی تعریفات میں موجود اطلاق، اجمال یا غیر واضح قید کی نشان دہی کرتے ہیں اور زرکشی جامعیت، مانعیت، لفظی دلالت، لغوی اصل اور فقہی و اصولی نتائج کے اعتبار سے پرکھتے ہیں جبکہ ابن حجر تعریف کو متقدم ناقدین کے عملی استعمالات اور حدیثی مثالوں پر منطبق کرکے دیکھتے ہیں۔[73][74][75]

تخریج، اسانید اور عملی مثالوں کا تقابل

عراقی کے ہاں تخریج مصدر کی تعیین اور حکم کی توضیح تک پہنچتی ہے اور زرکشی کے ہاں مثال وسیع علمی بحث کا دروازہ بنتی ہے جبکہ ابن حجر مختلف اسانید، رفع و وقف، وصل و ارسال، راویوں کی مخالفت، تفرد، ضبط اور مخفی علل کا جائزہ لے کر اصطلاحی حکم کی عملی جانچ کرتے ہیں۔[76][77]

نقلِ اقوال، استدراک اور ترجیح کا اسلوب

عراقی مختصر عبارت میں قول نقل کرکے قلت، وفیہ نظر اور الصواب کے ذریعے اپنی رائے دیتے ہیں، زرکشی متعدد اقوال جمع کرکے ان کے دلائل و نتائج کی تفصیل کرتے ہیں جبکہ ابن حجر اقوال کے اصل مصادر، حدیثی شواہد، اسانید اور ائمہ نقد کے تعامل کا تقابل کرکے قرائن کی بنیاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ تینوں کے ہاں ادبِ اختلاف مشترک ہے، مگر عراقی کا اسلوب مختصر و مرکوز، زرکشی کا مفصل و استطرادی اور ابن حجر کا تحلیلی و تطبیقی ہے۔[78]

مشترک منہجی خصوصیات

تینوں مقدمہ ابن صلاح کی علمی مرکزیت تسلیم کرتے ہیں، متقدم مصادر کی طرف رجوع کرتے ہیں، اقوال کی نسبت، تعریفات کی جانچ، عملی مثالوں کے اضافے اور قابلِ استدراک مقامات کی نشان دہی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح تینوں نے امام ابن صلاح کی غیر مشروط تقلید نہیں کی؛ جہاں موقف قوی تھا وہاں تائید کی اور جہاں عبارت یا حکم محلِ نظر تھا وہاں اصلاح، تقیید یا اختلاف پیش کیا۔[79]

منفرد منہجی امتیازات

حافظ عراقی کی انفرادیت اختصار، تقیید، تخریج اور براہِ راست استدراک میں زرکشی کی انفرادیت علمی توسع اور بین العلوم مطالعے میں اور ابن حجر کی انفرادیت حدیثی تطبیق، رجال، اسانید اور علل کے گہرے استعمال میں ہے۔[80]

تقابلی نتیجہ

تینوں کتب باہم متبادل نہیں بلکہ تکمیلی ہیں۔ عراقی نے متن کو مقید، واضح اور تخریجی بنیاد فراہم کی زرکشی نے اسے فقہی، اصولی اور لغوی وسعت دی جبکہ ابن حجر نے اسے اسانیدی، رجالی اور تطبیقی نقد کی گہرائی عطا کی۔ تینوں کی مجموعی خدمات نے مقدمہ ابن صلاح کو محض درسی متن نہیں رہنے دیا، بلکہ اسے مسلسل تحقیق، تنقید اور علمی تجدید کا مرکز بنا دیا۔[81]

منتخب اختلافی مسائل کا تقابلی و تنقیدی جائزہ

تینوں ائمہ کے مناہج کا حقیقی امتیاز ان اختلافی مسائل کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے جن میں انہوں نے امام ابن صلاح کے اقوال کی توضیح، تقیید یا تنقید کی۔

متاخرین کے لیے تصحیح حدیث کا مسئلہ

امام ابن صلاح کا موقف ہے کہ متاخر اہل علم کو ایسی حدیث کی صحت کا قطعی حکم لگانے میں احتیاط کرنی چاہیے جو صحیحین میں موجود نہ ہو اور نہ ہی معتبر متقدم ائمہ حدیث نے اس کی صحت کی تصریح کی ہو۔[82]

فَإِذَا وَجَدْنَا فِيمَا يُرْوَى مِنْ أَجْزَاءِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهَا حَدِيثًا صَحِيحَ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ نَجِدْهُ فِي أَحَدِ الصَّحِيحَيْنِ، وَلَا مَنْصُوصًا عَلَى صِحَّتِهِ فِي شَيْءٍ مِنْ مُصَنَّفَاتِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُورَةِ، فَإِنَّا لَا نَتَجَاسَرُ عَلَى جَزْمِ الْحُكْمِ بِصِحَّتِهِ، فَقَدْ تَعَذَّرَ فِي هَذِهِ الْأَعْصَارِ الِاسْتِقْلَالُ بِإِدْرَاكِ الصَّحِيحِ بِمُجَرَّدِ اعْتِبَارِ الْأَسَانِيدِ.

ترجمہ: جب ہمیں اجزائے حدیث یا دوسری کتابوں میں کوئی ایسی حدیث ملے جس کی سند بظاہر صحیح ہو، لیکن وہ صحیحین میں موجود نہ ہو اور نہ ہی معتبر و معروف ائمہ حدیث کی کسی تصنیف میں اس کی صحت کی تصریح ملے، تو ہم اس کی صحت کا قطعی حکم لگانے کی جسارت نہیں کرتےکیونکہ موجودہ زمانے میں محض اسانید کے ظاہری مطالعے کی بنیاد پر کسی حدیث کی صحت کا مستقل ادراک دشوار ہوچکا ہے۔[83]

حافظ عراقی کا تعقب

عراقی نے اس موقف کو مطلق طور پر قبول نہیں کیا۔ ان کے نزدیک اگر کوئی متاخر محدث حدیث، رجال، علل اور طرق کے جامع استقرا کی اہلیت رکھتا ہو تو اس کے لیے کسی حدیث کی صحت کا حکم لگانا ممکن ہے۔ ان کا تعقب امام ابن صلاح کے موقف کی مکمل تردید نہیں بلکہ اسے اہل اور غیر اہل کے فرق کے ساتھ مقید کرتا ہے۔[85][86][87]

بدر الدین زرکشی کا موقف

ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 5, Issue 3, 2026 ISSN-L (Online): 3006-6638

زرکشی نے مسئلے کو اجتہاد، اہلیت اور وسائلِ تحقیق کے اصولی تناظر میں دیکھا۔ ان کے نزدیک اصل مسئلہ زمانے کا نہیں، بلکہ اہلیت کا ہے تاہم متقدم ائمہ کے نقدی ذخیرے سے بے نیاز ہوکر محض ظاہری قواعد کے ذریعے تصحیح کرنا درست نہیں۔[88][89][90]

حافظ ابن حجر کا تجزیہ

ابن حجر نے عراقی کے تعقب کو قوی قرار دیتے ہوئے تمام طرق کے جمع، رجال کے دقیق جائزے، شذوذ و علت کی نفی اور متقدم ناقدین کے اقوال سے واقفیت کو ضروری قرار دیا۔ انہوں نے صحیح الاسناد اور صحیح الحدیث کے فرق کو بھی نمایاں کیا۔[91][92][93]

محل اختلاف اور تحقیقی نتیجہ

اصل اختلاف یہ ہے کہ آیا متاخرین کے زمانے میں تصحیح کی اہلیت اصولاً متعذر ہوگئی تھی یا بعض اہل علم کے لیے ممکن رہی۔ راجح موقف یہی ہے کہ جامع علمی اہلیت، طرق کے مکمل استقرا، رجال کی دقیق معرفت اور علل کی تحقیق کے بعد متاخر محدث کے لیے تصحیح ممکن ہے؛ البتہ محض ظاہری سند کی بنیاد پر قطعی حکم درست نہیں۔[94][95][96]

حدیثِ حسن کی تعریف

امام ابن صلاح نے خطابی اور امام ترمذی کی تعریفات کا جائزہ لے کر حدیثِ حسن کی دو بنیادی صورتیں قائم کیں: پہلی وہ روایت جس میں مستور راوی ہو مگر وہ مغفل، کثیر الخطا یا متہم بالکذب نہ ہو، متن شاذ نہ ہو اور روایت کسی دوسرے طریق سے بھی مروی ہودوسری وہ روایت جس کے راوی صدق و امانت میں معروف ہوں، اگرچہ ضبط صحیح حدیث کے راویوں سے کم ہو۔[97][98]

عراقی نے تقسیم کو مفید قرار دیتے ہوئے راوی کے مرتبے، تعدد طرق اور قرائن کے مجموعی جائزے پر زور دیا۔[99][100] زرکشی نے حسن کے لغوی، تاریخی اور مختلف علمی استعمالات کو نمایاں کیا۔[101][102] ابن حجر نے اسے حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کی واضح تطبیقی تقسیم میں مرتب کیا۔[103][104] راجح بات یہ ہے کہ امام ابن صلاح کی تقسیم تدریسی طور پر بنیادی ہے، مگر متقدمین کے ہر استعمال کو انہی دو خانوں میں محدود نہیں کرنا چاہیے۔[105]

شاذ اور منکر کا فرق

امام ابن صلاح نے امام شافعی کے قول کی بنیاد پر شاذ کو ثقہ راوی کی اوثق رواۃ سے مخالفت قرار دیا اور ثقہ راوی کے محض تفرد کو شذوذ کے لیے کافی نہیں سمجھا۔ منکر میں ضعیف راوی کی مخالفت اور ناقابلِ متابعت تفرد دونوں استعمالات ملتے ہیں۔[106][107]

عراقی نے مخالفت کے عنصر کو بنیادی رکھا اور متقدمین کے وسیع استعمالات کو محفوظ رکھا۔[108][109] زرکشی نے لغوی و تاریخی تنوع جمع کیا۔[110][111] ابن حجر نے مقبول راوی کی راجح راوی سے مخالفت کو شاذ اور ضعیف راوی کی ثقہ سے مخالفت کو منکر قرار دیا۔[112][113] تدریسی سطح پر ابن حجر کی تقسیم واضح ہے، مگر تاریخی نقد میں متقدمین کے خاص سیاق کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔[114]

زیادة الثقہ کا حکم

امام ابن صلاح نے واضح کیا کہ ثقہ راوی کی ہر زیادت نہ مطلقاً قبول کی جاسکتی ہے اور نہ مطلقاً رد، بلکہ دیکھا جائے گا کہ اضافہ دوسرے رواۃ کی روایت کے منافی ہے یا قابلِ جمع۔[115][116]

عراقی نے قبولیت کو راوی کے ضبط، سیاق اور مخالفت کی نوعیت سے مربوط کیا۔[117][118] زرکشی نے اصولی، فقہی اور حدیثی دلائل کا تقابل کیا۔[119][120] ابن حجر نے متقدم ناقدین کے عملی احکام، راوی کے مرتبے، مخالف رواۃ اور مجموعی قرائن کو فیصلہ کن قرار دیا۔[121][122] راجح منہج یہی ہے کہ زیادة الثقہ کا حکم کلی قاعدے کے بجائے قرائن پر لگایا جائے۔[123]

مرسل حدیث کی تعریف اور حجیت

امام ابن صلاح نے محدثین کے معروف استعمال کے مطابق مرسل کو تابعی کی براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب روایت قرار دیا اور فقہا و اصولیین کے وسیع استعمال کی بھی نشان دہی کی۔[124][125]

عراقی نے اصطلاحی فرق اور مؤیدات کی قیود واضح کیں۔[126][127] زرکشی نے فقہی و اصولی مذاہب کا وسیع تقابل کیا۔[128][129] ابن حجر نے تابعی کے طبقے، شیوخ، دیگر طرق اور امام شافعی کی شرائط کو بنیاد بنایا۔[130][131] راجح یہ ہے کہ مرسل بذاتِ خود ضعیف ہے، لیکن معتبر مؤیدات سے قابلِ احتجاج درجے تک پہنچ سکتا ہے۔[132]

حدیثِ معلل کی تحدید

امام ابن صلاح نے حدیثِ معلل کو ایسی روایت قرار دیا جس میں کوئی مخفی اور مؤثر سبب پایا جائے، حالانکہ بظاہر وہ سلامت دکھائی دے۔[133][134]

عراقی نے مخفی اور مؤثر ہونے کی دونوں قیود پر زور دیا اور عملی مثالوں سے وضاحت کی۔[135][136] زرکشی نے علت کے لغوی و اصطلاحی اور وسیع استعمالات بیان کیے۔[137][138] ابن حجر نے مختلف اسانید، راویوں کے اختلاف اور محفوظ و غیر محفوظ طرق کے تقابل کو بنیادی معیار بنایا۔[139][140] راجح بات یہ ہے کہ نظری تعریف بنیادی تصور دیتی ہے، لیکن علت کی حقیقی معرفت عملی نقد اور طرق کے استقرا کے بغیر ممکن نہیں۔[141]

جامع تحقیقی و تنقیدی تجزیہ

حافظ عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتبِ نکت کا تقابلی مطالعہ واضح کرتا ہے کہ یہ تینوں تصانیف ایک ہی متن کی تکراری شروح نہیں، بلکہ مقدمہ ابن صلاح کے ساتھ تین الگ علمی طرزِ تعامل کی نمائندگی کرتی ہیں۔ حافظ عراقی نے مقدمہ کی مطلق، مجمل اور محتاجِ توضیح عبارات کو مقید کیا، روایات و آثار کی تخریج کی اور متن پر کیے گئے اعتراضات کا منصفانہ محاکمہ کیا۔[142]

بدر الدین زرکشی نے مقدمہ ابن صلاح کو حدیثی دائرے تک محدود نہیں رکھا، بلکہ فقہ، اصول فقہ، لغت اور مختلف علمی مکاتب کے اقوال کی روشنی میں اس کے مباحث کو وسعت دی۔[143]

حافظ ابن حجر نے مقدمہ ابن صلاح اور حافظ عراقی دونوں کے اقوال کو متقدم حدیثی ذخیرے، طرقِ روایت، رجال اور علل کے معیار پر پرکھا۔ ان کے ہاں نظری تعریف کا محاکمہ عملی مثال، اسانیدی تقابل اور نقدی قرائن کی روشنی میں ہوتا ہے۔[144]

تینوں ائمہ کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے مقدمہ ابن صلاح کی علمی مرکزیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی غیر مشروط تقلید نہیں کی۔ جہاں مصنف کا موقف قوی تھا، وہاں اس کی تائید یا توضیح کی گئی، اور جہاں عبارت، تعریف، مثال یا حکم محلِ نظر تھا، وہاں تقیید، استدراک یا اختلاف پیش کیا گیا۔[145]

کتبِ نکت محض اعتراضات کی فہرست نہیں ہیں۔ ان کے اندر شرح، تخریج، دفاع، تکمیل، تصحیح، توسیع اور تنقید کے متعدد علمی افعال یکجا ہیں۔ عراقی نے مقدمہ کی استنادی و درسی افادیت میں اضافہ کیا، زرکشی نے اس کے فکری اور بین العلوم دائرے کو وسیع کیا، جبکہ ابن حجر نے اسے متقدم نقدی روایت اور عملی حدیثی تحقیق سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ مربوط کیا۔[146]

ان تینوں مناہج کو ایک دوسرے کے مقابل متضاد قرار دینا درست نہیں۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ انہیں تکمیلی مناہج سمجھا جائے۔ عراقی کی تقیید زرکشی کی وسعت سے، زرکشی کا نظری و اصولی تجزیہ ابن حجر کی حدیثی تطبیق سے اور ابن حجر کی اسانیدی تحقیق عراقی کی تخریجی بنیاد سے باہم مربوط ہے۔[147]

نتائج تحقیق :

1۔ مقدمہ ابن صلاح پر کتبِ نکت محض اعتراضات کا مجموعہ نہیں، بلکہ توضیح، تقیید، تخریج، تکمیل، دفاع اور تنقیدی توسیع کی منظم علمی روایت ہیں۔

2۔ حافظ عراقی کا منہج اختصار، تقیید، توضیح اور تخریج پر قائم ہے زرکشی نے حدیثی مباحث کو فقہ، اصول اور لغت سے جوڑ کر وسعت دی جبکہ ابن حجر نے اسانید، رجال، علل اور عملی مثالوں کے ذریعے تطبیقی نقد پیش کیا۔

3۔ تینوں ائمہ نے مقدمہ ابن صلاح کی علمی مرکزیت تسلیم کی، مگر غیر مشروط تقلید نہیں کی بلکہ اپنے تخصص کے مطابق اس کی توضیح، اصلاح، استدراک اور تنقید کی۔

4. حدیث حسن، شاذ و منکر، زیادۃ الثقہ، مرسل، معلل اور تصحیحِ حدیث جیسے مسائل میں عراقی کا تقییدی، زرکشی کا نظری و اصولی اور ابن حجر کا اسانیدی و تطبیقی منہج نمایاں ہے تاہم عراقی کا اختصار، زرکشی کا استطراد اور ابن حجر کی تفصیل ان کے منہجی حدود بھی ہیں۔

5. تینوں کتب باہم متبادل نہیں بلکہ تکمیلی ہیں عراقی متن کو واضح و مقید کرتے ہیں، زرکشی اسے علمی وسعت دیتے ہیں اور ابن حجر اس کا عملی حدیثی محاکمہ کرتے ہیں۔ کتبِ نکت کی کثرت مقدمہ ابن صلاح کی کمزوری نہیں، بلکہ اس کی علمی مرکزیت اور زندہ تنقیدی روایت کی دلیل ہے۔

سفارشات

1. التقیید والإیضاح، النکت علی مقدمة ابن الصلاح اور النکت علی کتاب ابن الصلاح کے تمام مشترک مباحث کا ایک جامع موضوعاتی اشاریہ مرتب کیا جائے، تاکہ تینوں ائمہ کے اقوال اور مناہج تک بآسانی رسائی ممکن ہو۔

2. مقدمہ ابن صلاح کے ہر اختلافی مقام کے تحت عراقی، زرکشی اور ابن حجر کے اقوال، دلائل اور ترجیحات پر مشتمل ایک مستقل تقابلی موسوعہ تیار کیا جائے۔

3. اردو زبان میں تینوں کتبِ نکت کی ایسی تقابلی شرح لکھی جائے جس میں اصل عربی عبارت، ترجمہ، مصادر، تخریج، محل اختلاف اور تحقیقی ترجیح یکجا ہوں۔

4. تینوں ائمہ کے منقول اقوال اور حدیثی مثالوں کو ان کے متقدم اصل مصادر سے مقابل کرکے نسبت، سیاق اور تخریج کا جامع استقرائی مطالعہ کیا جائے۔

5. ان کتب کے مخطوطات اور مختلف مطبوعہ نسخوں کا تقابلی و تنقیدی جائزہ لے کر زیادہ مستند علمی اشاعتیں تیار کی جائیں۔

خاتمہ :

مقدمہ ابن صلاح نے علم مصطلح الحدیث کی تدریسی و تصنیفی روایت کو ایسی مرکزیت عطا کی کہ بعد کے محدثین نے اس کے گرد اختصار، نظم، شرح، استدراک اور نکت نگاری کی ایک وسیع علمی روایت قائم کردی۔ حافظ عراقی، بدر الدین زرکشی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتب اس روایت کی نمایاں ترین صورتیں ہیں۔ ان تصانیف سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی علمی روایت میں کسی بنیادی متن کی عظمت کا مفہوم اس کی غیر مشروط تقلید نہیں، بلکہ اس کے ساتھ مسلسل علمی مکالمہ، توضیح، اصلاح اور تنقید ہے۔

حافظ عراقی نے التقیید والإیضاح کے ذریعے مقدمہ ابن صلاح کی مطلق عبارات کو مقید، مشکل مقامات کو واضح، روایات کو اصل مصادر سے مربوط اور اعتراضات کو علمی محاکمے کے تابع کیا۔ ان کی خدمت کا بنیادی امتیاز اختصار، تخریج، تقیید اور متن کے ساتھ براہِ راست علمی تعلق ہے۔

بدر الدین زرکشی نے النکت علی مقدمة ابن الصلاح میں حدیثی اصطلاحات کو فقہی، اصولی، لغوی اور نظری مباحث سے مربوط کرکے مقدمہ کے علمی دائرے کو وسیع کیا۔ ان کی تصنیف یہ ظاہر کرتی ہے کہ علوم حدیث کی اصطلاحات صرف محدثین کے فنی استعمالات تک محدود نہیں، بلکہ فقہی استدلال، اصولی نظریات اور لغوی دلالات سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے النکت علی کتاب ابن الصلاح کے ذریعے اس علمی روایت کو حدیثی، رجالی، اسانیدی اور تطبیقی تحقیق کی بلند سطح تک پہنچایا۔ انہوں نے نہ صرف امام ابن صلاح بلکہ حافظ عراقی کے استدراکات کو بھی متقدم مصادر، طرقِ حدیث اور ائمہ علل کے عملی احکام کی روشنی میں پرکھا۔

تینوں ائمہ کے تقابلی مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ان کے مناہج باہم متعارض نہیں بلکہ تکمیلی ہیں۔ عراقی کی تقیید، زرکشی کی علمی وسعت اور ابن حجر کی تطبیقی دقت کو یکجا کرنے سے مقدمہ ابن صلاح کی حقیقی علمی قدر اس کے قابلِ توضیح مقامات اور علم مصطلح الحدیث کی ارتقائی روایت زیادہ مکمل طور پر واضح ہوتی ہے۔

اس لیے کتبِ نکت کو مقدمہ ابن صلاح کی کمزوری یا اس کے خلاف اعتراضات کا ذخیرہ سمجھنا درست نہیں۔ یہ کتابیں اس امر کی دلیل ہیں کہ مقدمہ ایک ایسا فعال علمی متن تھا جس نے بعد کے محدثین کو تحقیق، تقابل، استدراک اور اجتہاد کے وسیع مواقع فراہم کیے۔ اسی مسلسل تنقیدی تعامل نے علم مصطلح الحدیث کو جامد تعریفات کے مجموعے کے بجائے ایک زندہ، متحرک اور تجدید پذیر علمی روایت کی صورت عطا کی۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ عثمان بن عبدالرحمن ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحديث، تحقيق :نور الدين عتر، دار الفكر، دمشق؛ دار الفكر المعاصر، بیروت،1986 ء، ص5 ۔

2۔ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، تحقيق :نور الدين عتر، مطبعة الصباح، دمشق، 2000ء، ص26 ۔

3۔ محمد بن بہادر الزرکشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، تحقيق :زين العابدين بن محمد بلا فريج، أضواء السلف، رياض،1998 ء، ج1 ، ص7 ۔

4۔ عبدالرحیم بن حسین العراقی، التقييد والإيضاح لما أطلق وأغلق من كتاب ابن الصلاح، تحقيق :عبدالرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية، مدینہ منورہ،1969 ء، ص9 ۔

5۔ الزرکشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ۔

6. احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، تحقیق :ربیع بن ہادی عمیر المدخلی، عمادة البحث العلمي، الجامعة الإسلامية، مدینہ منورہ،1984 ء، ج1 ، ص13 ۔

7. العراقی، التقیید والإیضاح، ص10 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص15 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ۔

8. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص19 ۔

9. یحییٰ بن شرف النووی، إرشاد طلاب الحقائق إلی معرفة سنن خير الخلائق، تحقیق :نور الدين عتر، دار اليمامة، دمشق، 1991ء، ج1 ، ص29 ؛ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، تحقیق :ابو قتیبہ نظر محمد الفاریابی، دار طيبة، ریاض،2003 ء، ج1 ، ص41 ۔

10. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ؛ عمر بن رسلان البلقینی، محاسن الاصطلاح وتضمين كتاب ابن الصلاح، تحقیق : عائشہ عبدالرحمن بنت الشاطئ، دار المعارف، قاہرہ،1974 ء، ص25 ۔

11. العراقی، التقیید والإیضاح، ص12 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص21 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص28 ۔

12. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص36 ۔

13. عبدالرحيم بن حسين العراقی، شرح التبصرة والتذكرة، تحقیق :عبداللطیف الہمیم اور ماہر یاسین فحل، دار الكتب العلمية، بیروت،2002 ء، ج1 ، ص5 ۔

14. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

15. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

16. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

17. العراقی، التقیید والإیضاح، ص11 ۔

18. العراقی، التقیید والإیضاح، ص16 ؛ نیز العراقی، شرح التبصرة والتذكرة، ج1 ، ص109 ۔

19. العراقی، التقیید والإیضاح، ص18 ۔

20. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ۔

21. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

22. العراقی، التقیید والإیضاح، ص10 ۔

23. العراقی، التقیید والإیضاح، ص12 ۔

24. العراقی، التقیید والإیضاح، ص30 ؛ نیز العراقی، شرح التبصرة والتذکرة، ج1 ، ص109 ۔

25. العراقی، التقیید والإیضاح، ص18 ۔

26. العراقی، التقیید والإیضاح، ص20 ۔

27. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص 18۔

28. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص7 ۔

29. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص21 ۔

30. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص7 ۔

31. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص35 ۔

32. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص145 ۔

33. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص340 ۔

34. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص90 ۔

35. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص70 ۔

36. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص105 ۔

37. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص40 ۔

38. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص120 ۔

39. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص155 ۔

40. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص20 ۔

41. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص190 ۔

42. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص 13۔

43. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص7 ؛ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی، الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر، تحقيق :ابراہيم باجس عبدالمجيد، دار ابن حزم، بيروت،1999 ء، ج1 ، ص101 ۔

44. ابن حجر عسقلانی، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، ص25 ۔

45. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ۔

46. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص 24۔

47. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص35 ۔

48. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص98 ۔

49. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص150 ۔

50. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص180 ۔

51. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص210 ۔

52. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص680 ۔

53. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص80 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص 70۔

54. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص125 ۔

55. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص28 ۔

56. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص40 ۔

57. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص170 ۔

58. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص220 ۔

59. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص60 ۔

60. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص260 ۔

61. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص860 ۔

62. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص45 ۔

63. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص30 ۔

64. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص190 ۔

65. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص900 ؛ العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

66. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص7 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص7 ۔

67. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

68. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ۔

69. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ۔

70. العراقی، التقیید والإیضاح، ص16 ۔

71. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص70 ۔

72. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص35 ۔

73. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ۔

74. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص70 ۔

75. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص98 ۔

76. العراقی، التقیید والإیضاح، ص16 ؛ العراقی، شرح التبصرة والتذکرة، ج1 ، ص109 ۔

77. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص150 ۔

78. العراقی، التقیید والإیضاح، ص20 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص155 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص60 ۔

79. العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ۔

80. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص35 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص 35۔

81. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص900 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج3 ، ص 105؛ العراقی، التقیید والإیضاح، ص9 ۔

82. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص151 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص98 ۔

83. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص16 ۔

84. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص16 ۔

85. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ۔

86. العراقی، التقیید والإیضاح، ص23 ۔

87. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ۔

88. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص151 ۔

89. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص158 ۔

90. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص165 ۔

91. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص98 ۔

92. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص104 ۔

93. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص109 ۔

94. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص151 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص98 ۔

95. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص16 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص104 ۔

96. العراقی، التقیید والإیضاح، ص22 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص158 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص109 ۔

97. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص30 ۔

98. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص30 ۔

99. العراقی، التقیید والإیضاح، ص36 ۔

100. العراقی، التقیید والإیضاح، ص40 ۔

101. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص290 ۔

102. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص315 ۔

103. ابن حجر عسقلانی، نزهة النظر في توضیح نخبة الفکر، ص74 ؛ نیز ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص380 ۔

104. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص400 ۔

105. العراقی، التقیید والإیضاح، ص36 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص290 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص380 ۔

106. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص76 ۔

107. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص79 ۔

108. العراقی، التقیید والإیضاح، ص96 ۔

109. العراقی، التقیید والإیضاح، ص101 ۔

110. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص170 ۔

111. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص195 ۔

112. ابن حجر عسقلانی، نزهة النظر في توضیح نخبة الفکر، ص84 ؛ نیز ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص650 ۔

113. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص675 ۔

114. العراقی، التقیید والإیضاح، ص96 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص170 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص650 ۔

115. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص84 ۔

116. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص86 ۔

117. العراقی، التقیید والإیضاح، ص110 ۔

118. العراقی، التقیید والإیضاح، ص115 ۔

119. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص230 ۔

120. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص260 ۔

121. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص690 ۔

122. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص720 ۔

123. العراقی، التقیید والإیضاح، ص110 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص230 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص690 ۔

124. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص51 ۔

125. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحدیث، ص53 ۔

126. العراقی، التقیید والإیضاح، ص66 ۔

127. العراقی، التقیید والإیضاح، ص72 ۔

128. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص430 ۔

129. الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص470 ۔

130. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص540 ۔

131. ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص580 ۔

132. العراقی، التقیید والإیضاح، ص66 ؛ الزرکشی، النکت علی مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص430 ؛ ابن حجر عسقلانی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص540 ۔

133. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحديث، ص90 ۔

134. ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحديث، ص91 ۔

135. العراقی، التقييد والإيضاح، ص123 ۔

136. العراقی، التقييد والإيضاح، ص128 ۔

137. الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص300 ۔

138. الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص335 ۔

139. ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص775 ۔

140. ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص820 ۔

141. العراقی، التقييد والإيضاح، ص123 ؛ الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج2 ، ص300 ؛ ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص775 ۔

142. العراقی، التقييد والإيضاح، ص9 ۔

143. الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ۔

144. ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ۔

145. العراقی، التقييد والإيضاح، ص9 ؛ الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص13 ؛ ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج1 ، ص18 ۔

146. العراقی، التقييد والإيضاح، ص16 ؛ الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج1 ، ص35 ؛ ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص900 ۔

147. ابن حجر عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج2 ، ص900 ؛ الزركشی، النكت على مقدمة ابن الصلاح، ج3 ، ص 105؛ العراقی، التقييد والإيضاح، ص9 ۔